

فلسفہ اذانِ قبر

تصنیف

علامہ عبدالستار ہمدانی ”مصرف“

برکاتی نوری

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

پیشکش

www.gulfishanmasjid.org

نام کتاب	:	فلسفہ اذانِ قبر
از افادات	:	حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی ”مصرف“ برکاتی نوری
سن اشاعت (اول)	:	صفر المعظم ۱۴۲۸ھ - مارچ ۲۰۰۷ء
سن اشاعت (دوم)	:	صفر المعظم ۱۴۲۸ھ - مارچ ۲۰۰۷ء
تعداد	:	۳۰۰۰
ناشر	:	جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)
		نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: ishaateahlesunnat.net

www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔ اور کتب خانوں پر بھی دستیاب ہے۔

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين و الصلوٰۃ و السلام علیٰ رسولہ الکریم ، اما بعد!

محترم قارئین کرام آپ کے ہاتھ میں موجود رسالہ کوئی نئے موضوع پر نہیں بلکہ یہ وہ موضوع ہے جو کہ چند بد مذہبوں کی شرارت اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے عوام الناس میں انتشار کا باعث بنا ہوا ہے حالانکہ یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے کہ جس میں کسی کو اختلاف ہو۔ ہم اہلسنت والجماعت جو بھی کام کریں خواہ وہ کتنا ہی اچھا اور فائدے مند کیوں نہ ہو گران لوگوں کا شروع سے یہ وتیرہ رہا ہے کہ شرک و بدعت کی فتوے لگاتے رہتے ہیں، چاہے وہ نذر و نیاز ہو، میلا دہو، یا کوئی اور کام۔ اسی طرح قبر پر اذان دینا اس کو بھی انہوں نے اپنی انا کا مسئلہ بنایا ہوا ہے، جب کہ قبر اذان دینا ایک مستحب عمل ہے جیسا کہ آندھی طوفان، جنگ و جدال یا کوئی اور مصیبت آئے تو اس وقت اذان دینا مستحب اور مستحسن ہوتا ہے۔ انسان جب مرتا ہے تو تدفین کے بعد سب سے مشکل ترین وقت آتا ہے کہ فرشتے قبر میں اس کے رب اور دین کے متعلق سوال کرتے ہیں اور ایسے میں شیطان مردے کو بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ تو کیا اس وقت قبر پر اذان دینا مردے کے لئے فائدہ مند نہ ہوگا یقیناً ہوگا، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا:

”جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان چھتیس میل دور بھاگ جاتا ہے۔“

معلوم ہوا جب شیطان ہی نہ رہے گا تو بہکانے والا کون ہوگا۔ اور انشاء اللہ اس کی برکت سے مردے کو جوابات میں آسانی ہو جائے گی۔ اب بات رہی چند لوگوں کی، اگر وہ نہیں چاہتے کہ شیطان ان کی قبروں سے بھاگے تو ان کا فعل ہے۔

﴿4﴾

حضرت علامہ مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب نے مکمل دلائل کے ساتھ اذانِ قہر کا ثبوت پیش کیا ہے اور اس کو جمعیت اشاعت اہلسنت اپنی اشاعت 155 میں آپ حضرات کے لئے شائع کر رہی ہے تاکہ اس کو پڑھ کر ہم اپنے عقائد کے متعلق صحیح طور پر باخبر رہیں۔

فقط والسلام

خادم علماء اہلسنت سید محمد طاہر نعیمی

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

آغاز سخن

میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے پاس اذان دینا ملت اسلامیہ میں رائج اور مشروع ہے لیکن دورِ حاضر میں یہ مسئلہ منافقین زمانہ کے اختلاف کی وجہ سے عوام الناس میں الجھما ہوا ہے کہ قبر پر اذان دینے کے معاملہ میں کئی مقامات پر شدید اختلافات رونما ہوتے ہیں بلکہ کہیں کہیں تو جبر و ظلم اور مار پیٹ تک کی نوبت پہنچتی ہے۔ منافقین زمانہ دفنِ میت کے بعد قبر پر اذان دینے کو سختی سے روکتے ہیں بلکہ تشدد کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ لہذا قارئین کرام کی آسانی اور فتنہ و فساد سے بچنے کے لئے اس مسئلہ کو عام فہم، سلیس زبان میں شرعی دلائل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

مسئلہ:

دفن کے بعد قبر پر اذان دینا یقیناً جائز ہے، اس کے منع ہونے کی شریعتِ مطہرہ میں کوئی دلیل نہیں اور جس کام سے شریعت نے منع نہ فرمایا ہو، وہ کام ہرگز منع نہیں۔ صرف یہی دلیل اس اذان کو جائز کہنے والوں کے لئے کافی ہے، البتہ جو لوگ منع کرتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ شرعی دلیلوں سے اپنا دعویٰ ثابت کریں۔ ﴿ایذان الأجور فی اذان القبر، مطبوعہ یونائیٹڈ انڈیا پریس، کھنؤ، بارہشتم، ص ۲﴾

دلیل نمبر ۱:

صحیح احادیثِ کریمہ سے ثابت ہے کہ منکر نکیر کے سوالات کے وقت شیطان دھوکہ دینے اور

﴿6﴾

بہکانے کے لئے قبر میں پہنچتا ہے، حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

امام ترمذی اپنی کتاب ”نوادیر الاصول“ میں امام اجل حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں:

إِذَا سُئِلَ الْمَيِّتُ مَنْ رَبُّكَ تَرَأَى لَهُ الشَّيْطَانُ فِي صُورَةٍ يُنْبِئُ إِلَى نَفْسِهِ أَيْ أَنَا رَبُّكَ، فَلِهَذَا وَرَدَ سَوَالُ التَّنْبِيَةِ لَهُ حِينَ يُسْأَلُ

﴿نوادیر الاصول فی معرفة احادیث الرسول، مطبوعہ: دار صادر، بیروت، ص ۳۲۳﴾

ترجمہ: ”جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ شیطان اس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے، یعنی میں تیرا رب ہوں۔ اس لئے حکم آیا کہ میت کے لئے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔“

امام ترمذی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

وَيُؤَيِّدُهُ مِنَ الْأَخْبَارِ قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ ذَفَنِ الْمَيِّتِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلَوْ لَمْ يَكُنْ لِلشَّيْطَانِ هُنَاكَ سَبِيلٌ مَا كَانَ لِيَدْعُوْا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِأَنْ يُجِيْرَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ (ابيضاً)

ترجمہ: ”قبر میں بہکانے کے لئے شیطان آتا ہے، اس کی تائید ان حدیثوں سے ہوتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ میت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتے کہ الہی! اسے شیطان سے بچا، اگر وہاں شیطان کا کچھ بھی دخل نہ ہوتا تو حضور اقدس ﷺ میت کے لئے شیطان کے مکر سے حفاظت کی دعا کیوں کر فرماتے۔“

ثابت ہوا کہ مکر کثیر کے سوالات کے وقت شیطان قبر میں دخل انداز ہوتا ہے اور جواب دینے میں بہکا تا ہے۔ یہ وہ نازک مرحلہ ہوتا ہے کہ اس وقت میت کا جواب میں ثابت قدم رہنا ضروری بلکہ

﴿7﴾

اشد ضروری ہے، میت کو عایت قدم رکھنے کے لئے احادیثِ کریمہ میں حکم آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اے اللہ! اسے شیطان سے محفوظ رکھ۔ شیطان سے محفوظ رہنے کے لئے شیطان کو بھگانا ضروری ہے۔ اگر شیطان بھاگ گیا تو اب بہکانا غیر ممکن ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیطان کو کس طرح بھگائیں؟ شیطان کو بھگانے کی تدبیر بھی ہمارے رحیم و کریم آقا و مولیٰ ﷺ نے ہمیں تعلیم فرمائی ہے۔ صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف میں جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس، رحمت عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِذَا أَدَّنَ الْمُؤَدِّنُ أَذْبَرَ الشَّيْطَانَ وَلَهُ حُصَاصٌ﴾ (الصحيح للمسلم، باب

فضل الأذان و هرب الشيطان، مطبوعه: قديمي كتب، كراچی، ج ۱، ص ۱۶۷)

ترجمہ: ”جب مؤذن اذان کہتا ہے، شیطان پیٹھ پھیر کر گوزناں (پادمارتا ہوا) بھاگتا ہے۔“
صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ:

”جب مؤذن اذان کہتا ہے تو شیطان چھتیس (۳۶) میل تک بھاگ جاتا ہے۔“ (ایضاً)
امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی (متوفی ۳۲۰ھ) اپنی کتاب ”المعجم الاوسط“ میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حدیث میں حکم آیا ہے کہ:
”جب شیطان کا کھٹکا ہو، فوراً اذان کہو کہ وہ دور ہو جائے گا۔“

﴿فتاویٰ رضویہ (مترجم)، ج ۵، ص ۶۵۵﴾

یہاں تک کی گفتگو سے ثابت ہوا کہ منکر نکیر کے سوالات کے وقت قبر میں شیطان مداخلت کرتا ہے اور جواب دینے میں میت کو بہکاتا ہے اور حدیث شریف کے ارشاد کے مطابق شیطان اذان سے بھاگتا ہے اور شیطان کو دفع کرنے کے لئے اذان کہنے کا حکم حدیث شریف سے وارد ہے۔ لہذا اپنے مسلمان بھائی کو قبر میں منکر نکیر کے سوالات کے صحیح جواب دینے میں ثابت قدم رکھنے، شیطان کے

بہکاوے اور کھٹکے سے محفوظ و مامون، نیز اس کو دور بھگانے کیلئے اذان کہی جاتی ہے اور یہ اذان حدیثوں سے اخذ کی ہوئی ہے بلکہ حضور اقدس ﷺ کے عین ارشاد کے مطابق ہے اور اس میں اپنے مرحوم بھائی کی عمدہ امداد و اعانت بھی ہے۔

دلیل نمبر 2:

امام احمد، امام طبرانی اور امام تہقی حضرت جابر بن عبد اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

لَمَّا دَفِنَ سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ وَ سُوَّى عَلَيْهِ فَسَبَّحَ النَّبِيُّ ﷺ وَ سَبَّحَ النَّاسُ مَعَهُ طَوِيلًا
ثُمَّ كَبَّرَ وَ كَبَّرَ النَّاسُ ثُمَّ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ كَبَّرْتَ؟ قَالَ: لَقَدْ تَضَائَقَ
عَلَى هَذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ قَبْرُهُ حَتَّى فَرَّجَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

﴿مسند الإمام أحمد بن حنبل، مطبوعہ: دار الفكر، بیروت، ج ۳، ص ۳۶۰، ۳۷۷﴾

ترجمہ: ”جب حضرت سعد بن معاذ ﷺ دفن ہو چکے اور ان کی قبر درست کر دی گئی تو حضور اقدس ﷺ دیر تک سُبْحَانَ اللَّهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ فرماتے رہے اور صحابہ کرام بھی حضور ﷺ کے ساتھ سُبْحَانَ اللَّهِ کہتے رہے، پھر حضور اقدس ﷺ اَللَّهُ أَكْبَرُ، اَللَّهُ أَكْبَرُ فرماتے رہے اور صحابہ بھی حضور کے ساتھ اَللَّهُ أَكْبَرُ کہتے رہے، پھر صحابہ کرام ﷺ نے عرض کی یا رسول اللہ! حضور اول تسبیح پھر تکبیر فرماتے رہے؟ ارشاد فرمایا کہ اس تک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوئی تھی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تکلیف اس سے دور فرما کر قبر کشادہ فرمادی۔“

شرح حدیث:

اس حدیث کی شرح میں علامہ اشرف الدین حسن بن محمد طیبی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

أَيُّ مَا زِلْتُ أَكْبَرُ وَ تُكْبِرُونَ وَ أَسْبَحُ وَ تُسَبِّحُونَ حَتَّىٰ فَرَجَهُ اللَّهُ تَعَالَىٰ

﴿مقررات المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، الفصل الثالث من إثبات عذاب القبر، مطبوعه: مكتبة إمداديه،

ملتان، ج ۱، ص ۲۱۱﴾

ترجمہ: ”حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میں اور تم برابر (مسل) اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور مُبِحَانَ اللّٰہ، مُبِحَانَ اللّٰہ کہتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس جنگی سے انہیں نجات بخشی۔“

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خود حضور اقدس ﷺ نے میت پر آسانی کے لئے دُفن کے بعد قبر پر اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ بار بار فرمایا اور یہی مبارک الفاظ اذان میں چھ (۶) مرتبہ ہیں تو دُفن کے بعد قبر پر اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا عین سنت نبوی ہوا۔ رہا سوال یہ کہ اذان میں صرف اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ہی نہیں بلکہ دیگر زائد کلمات طیبہ بھی ہیں۔ حدیث شریف کا پھر ایک مرتبہ بغور مطالعہ فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دُفن کرنے کے بعد ان کی قبر پر صرف اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ہی نہیں فرمایا بلکہ اللہ اکبر کے ساتھ ساتھ مُبِحَانَ اللّٰہ، مُبِحَانَ اللّٰہ بھی فرمایا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس ﷺ نے میت کی آسانی کے لئے قبر پر کبیر اور تسبیح یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی۔ آپ اللہ انصاف فرمائیے! کہ اذان میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے یا نہیں؟ اور یہ حمد و ثنا بھی ہم حدیث نبوی کی متابعت میں ہی کرتے ہیں۔

اذان میں جو دیگر کلمات ہیں، وہ تمام اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر پر ہی مبنی ہیں اور ان زائد کلمات سے معاذ اللہ کچھ نقصان نہیں، بلکہ یہ زائد کلمات زیادہ فائدہ مند اور مقصد کی تائید کرتے ہیں۔ قبر پر اذان دینے کا مقصد صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے رحمت الہی کا نزول ہو اور اس کی برکت سے میت پر قبر میں آسانی ہو۔

ہمارے لئے قبر پر بعد دُفن اذان دینے کے لئے مندرجہ بالا حدیث شریف ہی ثبوت کے لئے

کافی ہے کہ حضور اقدس ﷺ حضرت سعد بن معاذؓ کو دفن کرنے کے بعد ان کی قبر پر دیر تک اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ فرماتے رہے اور ہم بھی اپنے مردوں کو دفن کرنے کے بعد انہیں کلمات اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ کو بصورت اذان ادا کرتے ہیں۔ اس تکبیر سے حضور اقدس ﷺ کا مقصد ذکر خدا کے ذریعہ نزول رحمت و برکت کر کے میت پر آسانی پیدا کرنا تھا اور اذان دینے میں وہی کلمات دہرا کر ہمارا مقصد بھی یہی ہے۔

شاید اب بھی کوئی منع کرنے والا یہ روٹا روٹے کہ اذان میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے علاوہ جو دیگر کلمات ہیں، ان کا کیا مطلب؟ جو اب اعرض ہے کہ آپ مسائل حج سے اگر واقف ہیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حدیث شریف میں ”تلبیہ“ کے کون سے الفاظ وارد ہیں؟ اگر نہیں معلوم ہے تو ہم وہ حدیث پیش کئے دیتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ.** ﴿الصحيح المسلم، باب التلبیة، و صفتها، ج ۱،

ص ۳۷۵. الجامع لاہی دائود، باب کیف التلبیة، ج ۱، ص ۲۵۲. الجامع الترمذی، باب ما جاء فی التلبیة، ج ۱، ص ۱۰۲. السنن للنسائی، کیف التلبیة، ج ۲، ص ۱۳. السنن لابن ماجہ، باب التلبیة، ج ۲، ص ۲۰۹. المسند لأحمد بن حنبل، ج ۱، ص ۳۰۲﴾

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعائے تلبیہ میں یہ الفاظ کہے: **لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ**

حدیث شریف میں تلبیہ کے وہی الفاظ وارد ہیں جو مندرجہ بالا حدیث میں مذکور ہیں لیکن اجلہ

صحابہ عظام مثلاً: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت امام حسن مجتبیٰ وغیرہم ﷺ تلمیذ کہ الفاظ میں دیگر الفاظ ملانے کو رو رکھتے ہیں اور ان حضرات کے نقش قدم پر چل کر ملت اسلامیہ کے عظیم الشان ائمہ کرام اور فقہائے عظام نے بھی تلمیذ میں زیادتی الفاظ کو رو رکھنا اختیار فرمایا ہے۔

فقہ کی مشہور و معروف کتاب ”ہدایہ“ میں ہے:

لَا يَنْبَغِي أَنْ يُخْلَ بِشَيْءٍ مِنْ هَذِهِ الْكَلِمَاتِ لِأَنَّهُ هُوَ الْمَنْقُولُ فَلَا يُنْقِصُ عَنْهُ وَلَا زَادَ فِيهَا جَارٌ لِأَنَّ الْمَقْصُودَ الشَّاءَ وَ إِظْهَارَ الْعُبُودِيَّةِ فَلَا يُمْنَعُ مِنَ الزِّيَادَةِ عَلَيْهِ .

﴿الهداية، باب الاحرام مطبوعه: المكتبة العربية، كراچی، ج ۱، ص ۳۱۷﴾

ترجمہ: ”ان کلمات میں کمی نہ کرنی چاہئے کہ یہی کلمات نبی ﷺ سے منقول ہیں تو ان کلمات میں سے گھٹائے نہیں اور اگر بڑھائے تو جائز ہے کہ مقصود اللہ تعالیٰ کی تعریف اور بندگی کا اظہار کرنا ہے تو کلمات (الفاظ) زیادہ کرنے کی ممانعت نہیں۔“

قبر پر بعدوذن اذان دینے سے منع کرنے والے حضرات سوچیں کہ قبر پر اذان دینے والے آخر کیا کرتے کیا ہیں؟ اپنے مسلمان میت کی آسانی کے لئے اللہ کا ذکر ہی تو کرتے ہیں، کوئی ناچ گانا یا فلمی ترانہ یا گالی گلوچ تو کہتے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، اس کی کبریائی اور وحدانیت کا بیان، اس کی محبوب اعظم ﷺ کی رسالت، اور اپنی بندگی کا اقرار ہی تو کرتے ہیں۔ ان موذن کی زبان سے وہی الفاظ نکلتے ہیں جن کے کہنے اور سننے والے دونوں پر اجر و ثواب مرتب ہوتا ہے پھر انہیں اس کا خیر سے کیوں روکا جاتا ہے؟ ارے معاملہ صرف اذان سے باز رکھنے تک ہی منحصر نہیں بلکہ ظلم و تشدد کا یہ عالم ہے کہ قبر پر اذان دینے کے معاملہ کو اتنا بڑھاتے ہیں کہ مار پیٹ تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے، یہ کہاں کا انصاف ہے؟

دلیل نمبر 3:

حدیثوں سے ثابت ہے اور کتب فقہ میں بھی یہی حکم لکھا ہوا ہے کہ میت کے پاس نزع یعنی سکرات کی حالت میں کلمہ طیبہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ (ﷺ)** پڑھا جائے۔ تاکہ اسے سن کر مرنے والے کو کلمہ شریف یاد آجائے اور وہ دنیا سے جاتے وقت کلمہ شریف پڑھ لے تاکہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو اور اس کا آخری کلمہ کلمہ طیبہ ہو۔

حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابو ہریرہ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

لَقِنُوا مَوْتَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ﴿سنن ابی داؤد، باب فی التلقین، ج ۲، ص ۸۸﴾

ترجمہ: ”اپنے مرنے والوں کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سکھاؤ۔“

جو شخص جان کنی کی حالت میں ہے، وہ ابھی زندہ ہے لیکن ایسا مجبور ہوتا ہے کہ مثل مردہ اس کی حالت ہوتی ہے اور وہ مجازاً مردہ ہے، اسے کلمہ اسلام سکھانے کی حاجت اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اسے کلمہ یاد آجائے اور اس کا خاتمہ اسی کلمہ پاک پر ہو اور وہ شیطان لعین کے بہکاوے اور بہلاوے میں نہ آئے۔

جو دفن ہو چکا ہے، وہ حقیقتہً مردہ ہے اسے بھی کلمہ پاک سکھانے کی حاجت ہے کہ بعون اللہ تعالیٰ جواب یاد ہو جائے اور شیطان کے بہکانے میں نہ آئے اور بے شک اذان میں یہی کلمہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** تین مرتبہ ہے۔

بلکہ! اذان کے کلمات منکر تکبیر کے سوالات کے جوابات سکھاتے ہیں:

منکر تکبیر کے تین سوال ہیں:

- (۱) مَنْ رَبُّكَ یعنی تیرا رب کون ہے؟
 (۲) مَا دِينُكَ یعنی تیرا دین کیا ہے؟
 (۳) مَا كُنْتُ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟ یعنی تو اس مرد یعنی نبی ﷺ کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟

اب آئیے! دیکھیں کہ منکر نکیر کے مذکورہ تین سوالات کے جوابات اذان سے کس طرح معلوم ہوں گے؟

- (۱) اذان کی ابتداء میں: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ چار مرتبہ
 . اذان کے درمیان: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ دوسرے مرتبہ
 . اذان کے درمیان: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرے مرتبہ ہے۔
 یہ تمام کلمات منکر نکیر کے پہلے سوال تیرا رب کون ہے؟ کا جواب سکھائیں گے کہ ان کے سنتے ہی یاد آئے گا کہ میرا رب اللہ ہے۔
 (۲) اذان کے درمیان میں: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ دوسرے مرتبہ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ دوسرے مرتبہ ہے۔

یہ کلمات منکر نکیر کے دوسرے سوال تیرا دین کیا ہے؟ کا جواب تعلیم کریں گے کہ میرا دین وہ تھا، جس کا نماز رکن اور ستون ہے۔ الصَّلَاةُ عِمَاذُ الدِّينِ یعنی نماز دین کا ستون ہے، یعنی میرا دین اسلام ہے، جس میں نماز پڑھنی فرض ہے۔

- (۳) اذان کے درمیان میں: اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ دوسرے مرتبہ ہے۔
 یہ کلمات اسے منکر نکیر کے تیسرے سوال کا جواب سکھائیں گے کہ میں انہیں اللہ تعالیٰ کا رسول جانتا تھا۔

المختصر! دفن کے بعد قبر پر اذان دینا عین ارشاد نبی ﷺ کی تعمیل ہے۔ یہاں تک ہم نے صرف تین دلیلیں پیش کی ہیں، جن کے مطالعہ سے قارئین کرام پر صاف ظاہر ہو گیا ہوگا کہ دفن کے بعد قبر پر اذان دینا جائز بلکہ مستحب ہے، اس مسئلہ کی جن صاحب کو تفصیلی معلومات درکار ہو، وہ امام اہل سنت مجدد دین و ملت، امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب ایذان الاجر فی اذان القبر (سن تصنیف ۱۳۰۷ھ) کا مطالعہ فرمائیں۔ اس کتاب میں آپ نے پندرہ دلائل قاہرہ سے اذان قبر کا جواز ثابت کیا ہے۔

اذان قبر پر جہالانہ اعتراض اور اس کا علمی جواب:

اذان قبر کے منکر بعض جہال یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اذان تو نماز کا اعلان کرنے اور کی اطلاع کے لئے ہوتی ہے۔ یہاں کون سی نماز ہوگی جس کے لئے اذان کہی جاتی ہے؟ یہ اعتراض سراسر جہالت پر مبنی ہے، ان کی جہالت انہیں کوزیب دیتی ہے، شریعت مطہرہ میں نماز کے علاوہ کئی موقعوں پر اذان دینا مستحب فرمایا گیا ہے مثلاً احادیث مبارکہ میں ہے کہ:

- جب شیطان کا کھڑکا ہو، تب اذان کہو، وہ دفع ہو جائے گا۔ ﴿طبرانی، المعجم الأوسط﴾
- جب آگ دیکھو، اللہ اکبر بکثرت تکرار کرو، وہ آگ بجھ جائے گی۔ ﴿مرواۃ المفاتیح﴾
- جب کسی بستی میں اذان دی جائے، تو اللہ تعالیٰ اس دن اس بستی کو اپنے عذاب میں امن دیتا ہے۔ ﴿طبرانی، المعجم الكبير، ج ۱ ص ۲۵۷﴾

• جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین (ہندوستان) میں اترے، انہیں گھبراہٹ ہوئی تو حضرت جبریل نے اتر کر اذان دی۔ ﴿حلیۃ الأولیاء، ج ۲ ص ۱۰۷﴾

• ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے امیر المؤمنین، مولائے کائنات، حضرت سیدنا علی مشکک

﴿15﴾

کشاۃ کو غمگین دیکھا، ارشاد فرمایا: اے علی! میں تمہیں غمگین پاتا ہوں، اپنے گھر والوں میں سے کسی سے کہو کہ وہ تمہارے کان میں اذان کہے، اذان غم اور پریشانی کو دفع کرتی ہے۔

﴿مرقاۃ المفاتیح، ج ۲، ص ۱۳۹﴾

حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی، تب حضور اقدس ﷺ نے ان کے کان میں اذان کہی۔ ﴿ترمذی اور ابو داؤد﴾

اسی لئے آج ہر مسلمان کے گھر میں پیدا ہونے والا بچہ کے کان میں اذان دینے کا دستور و رواج ملت اسلامیہ میں شرق سے لے کر غرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک عام ہے۔ مندرجہ تمام مقامات و مواقع میں اذان کے بعد کوئی نماز نہیں ہے بلکہ ایک قاعدہ یاد رکھیں کہ اذان دینے سے نماز پڑھنا واجب یا فرض نہیں ہو جاتا۔ بلکہ نماز سے پہلے عام طور پر پانچوں وقت مسجد میں جو اذان دی جاتی ہے، وہ سنت مؤکدہ ہے اور یہ سنت مؤکدہ بھی جماعت قائم کرنے کے لئے ہے۔ اگر مسجد کے علاوہ کسی ایک مکان میں جماعت قائم کی جائے جہاں محلہ کی مسجد کی اذان کی آواز پہنچتی ہے، تو اب جماعت قائم کرنے کے لئے اذان کہنا وہاں بھی سنت مؤکدہ نہیں بلکہ مستحب ہے۔ المختصر! ہر اذان کے بعد نماز نہیں اور اذان دینا کبھی کبھی حصول برکت اور دفع ضرر کے لئے بھی ہوتا ہے اور قبر پر دی جانے والی اذان اسی پر محمول کی جائے۔

اس جواب پر منکرین کے مضحکہ خیز اعتراض:

ابھی ہم نے چند ایسی اذانوں کا ذکر کیا جن کے نماز نہیں، مگر منکرین ان تمام اذانوں کو فراموش کر کے صرف بچے کے کان میں دی جانے والی اذان بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ مولود یعنی تازہ پیدا شدہ بچے کے کان میں دی جانے والی اذان کے بعد تو نماز ہے۔ اور وہ نماز جو بعد موت ہوتی ہے، یعنی

نماز جنازہ، لیکن یہ اذان دفن کے بعد قبر پر دی جاتی ہے، اس کی نماز کون سی ہے؟
 سب سے پہلے پہلی بات یہ کہ بچے کے کان میں دی جانے والی اذان کو نماز جنازہ کی اذان بتانا
 خالص جہالت ہے، کسی کے مرنے سے سالہا سال پہلے اس کی ولادت کے وقت کان میں دی گئی اذان
 کو اس کی نماز جنازہ کی اذان بتانا نری جہالت ہی ہے۔ بچے کے پیدائش کے فوراً بعد اس کے کان میں
 جو اذان دی جاتی ہے وہ اذان شیطان کے ضرر اور شر سے محفوظ کرنے کے لئے دی جاتی ہے۔
 مگر! پھر بھی میدان دلیل میں آ کر منکرین کا یہ کہنا کہ بچے کے کان میں دی جانے والی اذان،
 نماز جنازہ کی اذان ہے۔ اس ضعیف اور لاغر مریض دلیل کا جواب ترکی بہ ترکی یہ ہے:

جواب اعتراض:

اگر منکرین بچے کے کان میں دی جانے والی اذان کو نماز جنازہ کی اذان مانتے ہیں تو نماز جنازہ
 صرف قیام یعنی کھڑے ہو کر ادا کی جاتی ہے اور اس نماز میں رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ نہیں۔ صرف قیام
 ہے اور قیام نماز کے تمام افعال (کاموں) میں ادنیٰ فعل ہے۔ سب سے افضل فعل نماز سجدہ ہے،
 حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”بندہ کو خدا سے سب سے زیادہ قرب حالت سجدہ میں حاصل ہوتا ہے“۔ ﴿مسلم شریف﴾

نماز میں سب سے اعلیٰ فعل یعنی سجدہ نماز جنازہ میں نہیں، صرف ادنیٰ فعل یعنی قیام (کھڑے
 ہونا) سے ہی جنازہ کی نماز ہوتی ہے۔ پھر بھی یہ نماز مقبول ہے اور درست ہو جاتی ہے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ بچے کے کان میں جو اذان دی جاتی ہے، اس اذان کو نماز جنازہ کی
 اذان اگر مان بھی لیں تو یہ کہنا ہوگا کہ اس اذان کے بعد صرف ادنیٰ افعال نماز یعنی قیام سے نماز ادا کی
 جاتی ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ دفن کے بعد قبر پر دی جانے والی اذان کے بعد اب کون سی نماز ادا کی جائے گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ:

قرآن مجید پارہ ۲۹، سورہ قلم، آیت نمبر ۴۲ میں ہے:

يَوْمَ يَكْشِفُ عَنْ سَاقٍ وَيَدْعُونَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

ترجمہ: ”جس دن ایک ساق کھولی جائے گی اور سجدہ کو بلائے جائیں گے تو نہ کر سکیں گے۔“

(کنز الایمان)

تفسیر:

اس آیت کی تفسیر میں امام المفسرین، رئیس المجتہدین، حضرت علامہ امام جلال الدین عبدالرحمن بن کمال السیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

هُوَ عِبَارَةٌ عَنْ شِدَّةِ الْأَمْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلْحِسَابِ وَالْجَزَاءِ

ترجمہ: ”قیامت کے دن کی سختی حساب اور جزاء کے معاملے میں“۔

﴿تفسیر جلالین شریف، مطبوعہ: بیروت، ص ۵۶۵﴾

یعنی جب کشف ساق ہوگا یعنی قیامت کے دن حساب اور جزا کے معاملہ میں سختی پیش آئے گی، اس دن بھی کفار اور منافقین سجدہ نہ کریں گے یعنی ان کو بلایا جائے گا لیکن وہ اپنے کفر اور نفاق کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکیں گے۔

لیکن!

الحمد للہ! صحیح العقیدہ مومنین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوں گا، بعد دفن قبر پر دی جانے والی اذان اس نماز کی اذان ہے۔ حالانکہ یہ نماز کا فعل سجدہ نماز جنازہ کے فعل قیام سے افضل ہے۔ منکرین

کے اعتراض کا جواب قرآن سے مل گیا کہ بعد دفن قبر بردی جانے والی اذان روزِ محشر ہونے والی نماز کی اذان ہے۔

لہذا بروزِ محشر جو لوگ نماز (سجدہ) ادا کریں گے، وہ بعد دفن قبر پر اذان دیتے ہیں اور منافقین کشفِ ساق کے وقت یعنی روزِ محشر سجدہ ادا نہ کر سکیں گے، وہ قبر پر اذان نہیں دیتے بلکہ انکار کرتے ہیں اور سختی سے منع کرتے ہیں کیونکہ قیامت کے دن جب ان سے سجدہ ہی نہ ہو سکے گا تو پھر اس نماز کے لئے دفن کے بعد قبر پر کیوں اذان دیں؟

ایک مزید اعتراض اور اس کا جواب:

بعد دفن قبر پر اذان دینے کے منکر اور اس اذان کو سبب بنا کر جھگڑا فساد برپا کرنے والے منافقین زمانہ ایک بے تکی دلیل یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ قبر پر اذان دینے کا حکم قرآن میں کہا ہے؟ قرآن مجید کی کون سی آیت میں لکھا ہوا ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دو۔

اس کا جواب بہت آسان ہے، جب تم کسی چیز کے جواز کا ثبوت قرآن سے طلب کرتے ہو، تو انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ ممانعت کا ثبوت بھی قرآن سے پیش کرنا تمہارے ذمہ ہے، لہذا اب ہم ان منافقینِ زمانہ سے سوال کرتے ہیں کہ بعد دفن قبر پر اذان دینے کی قرآن میں کہاں ممانعت ہے؟ بلکہ قرآن مجید کی کس آیت میں یہ ارشاد ہے کہ ”میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان مت دو“۔

مزید برآں ہم منافقین سے ایک اہم بات یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ ہر مسئلہ اور ہر فعل کا ثبوت اگر قرآن ہی سے طلب کرتے ہیں اور جس چیز کا ظاہر ثبوت قرآن سے نہیں پیش کیا جاسکتا ہے، اس پر عمل نہیں کرتے بلکہ اس کو سختی سے روکتے ہو، تو اب ہم پوچھتے ہیں کہ:

☆ پانچوں وقت کی نماز کی رکعات کی تعداد کیا ہے؟

ہر مسلمان جانتا ہے کہ:

- ☆ فجر میں چار رکعت ہیں (۲ سنت مؤکدہ + ۲ فرض = ۴)
- ☆ ظہر میں بارہ رکعات ہیں (۴ سنت + ۴ فرض + ۲ سنت + ۲ نفل = ۱۲)
- ☆ عصر میں آٹھ رکعات ہیں (۴ سنت غیر مؤکدہ + ۲ فرض = ۸)
- ☆ مغرب میں سات رکعات ہیں (۳ فرض + ۲ سنت + ۲ نفل = ۷)
- ☆ عشاء میں سترہ رکعات ہیں (۴ سنت غیر مؤکدہ + ۴ فرض + ۲ سنت + ۲ نفل + ۳ وتر + ۲ نفل = ۱۷)

اب آپ قرآن سے ان رکعات کا ثبوت پیش کریں، قرآن مجید کی وہ کون سی آیات ہیں جن میں یہ ارشاد ہے کہ:

- ✽ اے ایمان والو! فجر میں چار رکعات پڑھو۔
 - ✽ اے ایمان والو! ظہر میں بارہ رکعات پڑھو۔
 - ✽ اے ایمان والو! عصر میں آٹھ رکعات پڑھو۔
 - ✽ اے ایمان والو! مغرب میں سات رکعات پڑھو۔
 - ✽ اے ایمان والو! عشاء میں سترہ رکعات پڑھو۔
- ارے حد تو یہ ہے کہ رکوع اور سجود کی تسبیحات کی تشریح و دلیل بھی آپ قرآن کی آیات سے نہیں پیش کر سکتے۔

- ✽ رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتے ہیں۔
- ✽ سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے ہیں۔

اب بتائیے! قرآن مجید کی کون سی آیات میں یہ حکم لکھا ہوا ہے کہ:

☀ اے نماز پڑھنے والو! رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھو۔

☀ اے نماز پڑھنے والو! سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھو۔

بعد دفن قبر پر اذان دینے کے ثبوت میں اگر قرآن مجید کی آیت سے دلیل کا اصرار اور مطالبہ ہے تو پھر پانچوں وقت کی نماز کی رکعات اور رکوع و سجود کی تسبیحات کے لئے قرآن مجید کی آیت سے دلیل کیوں نہیں طلب کرتے؟ آدمی ایک مرتبہ پیدا ہوتا ہے اور ایک ہی مرتبہ مرتا ہے اور صرف ایک مرتبہ ہی دفن ہونے کی وجہ سے صرف ایک مرتبہ ہی اس کی قبر پر اذان دی جاتی ہے، اس ایک مرتبہ والے کام پر منافقین زمانہ نے ایسا واویلا مچا رکھا ہے کہ قبرستان ہی میں مار پیٹ اور جھگڑا کر کے بیچارے مردوں کو بھی چین سے نہیں سونے دیتے اور خود روزانہ پانچ وقت کی کل اڑتالیس (۳۸) رکعات کے چھیانوے سجدوں میں ۲۸۸ مرتبہ **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** (ایک سجدے میں تین مرتبہ کے حساب سے پڑھتے ہیں) اور اس پڑھنے کی ان کے پاس قرآن سے کوئی دلیل نہیں۔

جو کام آدمی کی زندگی میں صرف ایک مرتبہ کیا جاتا ہے یعنی دفن کے بعد قبر پر اذان، اس کے لئے اتنا شور شرابا اور قرآن سے ثبوت مانگا جائے اور جو کام خود روزانہ ۲۸۸ مرتبہ کریں، اس کے لئے کوئی دلیل قرآن کی حاجت نہ سمجھتا کہاں کا انصاف ہے؟

منافقین کا آخری حربہ!..... اور وہ بھی ناکام:

منافقین زمانہ قبر کے پاس دفن کے بعد دی جانے والی اذان کی ممانعت میں دلیل دینے سے جب عاجز آ جاتے ہیں، تو وہ اپنی پرانی عادت کے مطابق بدعت کا رونا روتے ہیں کہ یہ اذان بدعت ہے۔ اپنے زعم باطل کی بناء پر اس اذان کو بدعت کہنے کے بعد ایک حدیث کی رٹ لگاتے ہیں: ”مُحَلُّ

بِدْعَةٍ ضَالَّةٍ وَ كُلِّ ضَالَّةٍ فِي النَّارِ“، یعنی ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔
ان منافقین سے یہ پوچھو کہ جناب! آپ پہلے یہ بتائیں کہ بدعت کی کتنی قسمیں ہیں؟ تو بوکھلا
جائیں گے اور بوکھلاہٹ میں کہیں گے کہ ارے بدعت کی بھی کبھی اقسام ہوتی ہیں؟ حدیث میں جب
بدعت کو گمراہی فرما دیا گیا ہے تو اب بدعت گمراہی ہی ہے، بدعت جس قسم سے بھی ہو حدیث شریف
کے ارشاد سے ہر بدعت گمراہی ہی ہے۔

منافقین زمانہ کے اس قول کا کذب کا جواب دیتے ہوئے یہ بتانا ہے کہ بدعت کی کئی اقسام ہیں،
مثلاً:

- | | |
|------------------|----------------|
| (۱) بدعت اعتقادی | (۲) بدعت عملی |
| (۳) بدعت حسنہ | (۴) بدعت سیدہ |
| (۵) بدعت جائز | (۶) بدعت مستحب |
| (۷) بدعت واجب | (۸) بدعت مکروہ |
| (۹) بدعت حرام | |

مندرجہ بالا اقسام میں کچھ بدعات ممنوع ہیں اور کچھ بدعات جائز، بلکہ ان کا کرنا ضروری
ہے۔ قارئین کرام کی سہولت کے لئے ذیل میں ہم بدعات کا نقشہ ارقام کرتے ہیں۔
ان تمام اقسام کی تفصیلی وضاحت یہاں ممکن نہیں صرف آپ اقسام بدعات کے سامنے دیئے
گئے نشان سے یہ سمجھ لیں کہ

- بدعت کی جس قسم کے سامنے یہ () نشان ہے وہ جائز ہے۔
بدعت کی جس قسم کے سامنے یہ () نشان ہے، وہ ناجائز اور منع ہے۔

بدعت واجب:

بدعت کی صرف ایک قسم پر اختصار کے ساتھ گفتگو کرنا یہاں ضروری سمجھتا ہوں، اور وہ ہے بدعت واجب۔ شاید منافقین زمانہ کو یہ نام سننے ہی پکڑ آ جائے اور ان پر غشی طاری ہو جائے، کیونکہ بدعت اور واجب یہ دونوں منافقین زمانہ کے لئے متضاد ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ بدعت بھی کبھی واجب ہوتی ہے۔

عام طور پر قرآن مجید کا جو نسخہ پوری دنیا میں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں چھپتا ہے، اس میں اعراب ہوتا ہے یعنی ہر لفظ پر زیر، زبر، پیش وغیرہ کی علامت ہوتی ہے اگر قرآن مجید میں اعراب نہ چھاپے جائیں اور بغیر اعراب کے صرف حروف والابی قرآن مجید شائع کیا جائے تو شاید ہی کوئی اسے صحیح پڑھ سکے بلکہ اچھے اچھے مولوی حضرات بھی قرآن مجید کو صحیح نہ پڑھ سکیں گے، نتیجتاً ایسی فاش غلطیاں ہوں گی کہ جس کی وجہ سے فساد معنی ہوں گے اور وہ فساد معنی یعنی مطلب کا بدل جانا کبھی کبھی کفر کی حد تک پہنچ جائیں گے مثلاً قرآن مجید، پارہ ۱۶، سورہ طہ، آیت نمبر ۱۲۱ میں ہے:

وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ

ترجمہ: یعنی آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔ (کنز الایمان)

اگر اس آیت پر اعراب نہ ہوں اور کوئی اس آیت کو معاذ اللہ اس طرح پڑھے ”وَعَصَىٰ آدَمُ رَبُّهُ فَغَوَىٰ“ تو اس کے معنی معاذ اللہ یہ ہوں گے کہ آدم کے حکم میں اس کے رب سے لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔ (معاذ اللہ)

اسی طرح سورہ فاتحہ میں ”اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“ یعنی جن پر تو نے احسان کیا۔ اس آیت کو اگر کوئی

”اَنْعَمْتُ عَلَيْهِمْ“ پڑھے گا تو اس کی معنی معاذ اللہ یہ ہوں گے کہ جن پر میں نے احسان کیا۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ لہذا قرآن مجید کے حروف والفاظ پر اعراب لگانے کی جب ضرورت محسوس کی گئی تو حجاج بن یوسف ثقفی (المتوفی ۹۶ ہجری) نے قرآن مجید میں اعراب لگوائے اور ایک روایت میں خلیفہ عبدالملک بن مروان (المتوفی ۸۶ ہجری) کے زمانہ میں اس کی درخواست سے امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی مشکل کشا ؑ کے شاگرد رشید حضرت ابوالاسود دؤلی نے لگائے۔

﴿فتاویٰ رضویہ مطبوعہ: رضا اکیڈمی، بمبئی، ج ۱۲، ص ۲۱﴾

انحصار! قرآن مجید میں اعراب لگانا ایسی سخت ضرورت ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں، اور یہ اعراب قرآن حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کے زمانہ میں نہ تھے، اور یہ ایسی بدعت ہے کہ جس کے بغیر چارہ نہیں لہذا ملت اسلامیہ کے فقہاء نے اسے نہ صرف جائز قرار دیا ہے بلکہ اس کو واجب فرمایا ہے لہذا یہ بدعت واجب ہے۔

اگر منافقین زمانہ صحیح معنی میں بدعت کے مخالف ہیں اور ان کے نزدیک ہر بدعت گمراہی ہے تو ان پر لازم ہے کہ جس قرآن مجید کے نسخے میں اعراب لگے ہوئے ہوں، ان کو ہاتھ تک نہ لگائیں اور پورے قرآن سے اعراب مٹا دیں۔

حدیث شریف کا فرمان:

ہر نیک اور جائز کام کے لئے قرآن مجید سے صریح حکم کا مطالبہ کرنا نری جہالت ہے۔ ہر فعل کا الگ الگ اور صراحت سے حکم قرآن مجید میں نہیں پایا جاسکتا بلکہ لاکھوں کی تعداد میں وارد احادیث مبارکہ میں بھی پایا جانا مشکل ہے، اسی لئے تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

رَوَى الْبَزَّازُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا أَحَلَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ، فَقَابِلُوا مِنَ اللَّهِ عَافِيَتَهُ، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُنْ لِيُنْسِيَ شَيْئًا، ثُمَّ تَلَا ”وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا“ قَالَ الْبَزَّازُ: إِسْنَادُهُ صَالِحٌ وَصَحِّحَهُ الْحَاكِمُ ﴿البدعة الحسنة اصل من اصول التشريع، ص ۱۰۸﴾

ترجمہ: ”حضرت بزار نے حضرت ابوذر داءؓ سے روایت فرمایا کہ انہوں نے کہا کہ حضور اقدسؐ ارشاد فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو حلال فرمایا ہے، وہ حلال ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو حرام فرمایا ہے، وہ حرام ہے اور جس امر کے تعلق سے سکوت فرمایا ہے (یعنی نہ حلال کیا گیا نہ حرام) وہ معاف ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو، پس بے شک اللہ تعالیٰ کبھی کوئی چیز فراموش نہیں کرتا، پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ”وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا“ (سورہ مریم، آیت ۶۳، پارہ ۱۶) یعنی تیرا رب بھولنے والے نہیں۔ (بزار نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں اور حاکم نے بھی اسے صحیح فرمایا ہے)۔

ایک اور حدیث:

وَرَوَى الدَّارِ قُطَيْبِيُّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخَثَنِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيَعُونَهَا وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُونَهَا، وَحَرَّمَ أَشْيَاءَ فَلَا تَنْهَكُونَهَا، وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ وَرَحْمَةً بِكُمْ مِنْ غَيْرِ نَسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا

﴿البدعة الحسنة اصل من اصول التشريع، ص ۱۰۸﴾

ترجمہ: ”اور دارقطنی نے حضرت ابو ثعلبہ خثنی سے روایت کیا کہ حضور اقدسؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض فرض کئے ہیں تو انہیں مت چھوڑو اور کچھ حدیں مقرر فرمائی ہیں

تو اس سے آگے مت بڑھو، اور کچھ چیزیں حرام فرمائی ہیں تو اسے مت کرو اور کچھ چیزوں سے خاموشی اختیار فرمائی ہے اور یہ خاموشی اختیار کرنا تم پر حرم کرتے ہوئے بغیر بھولے ہیں، تو ان معاملوں کے پیچھے مت پڑو۔

مندرجہ بالا دونوں احادیث کریمہ صاف حکم فرما رہی ہیں کہ

☆ اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کو حرام فرمایا ہے، وہ حرام ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کو حلال فرمایا ہے، وہ حلال ہیں۔

لیکن قرآن مجید میں جن کاموں کے متعلق صریح اور صاف وضاحت نہیں فرمائی گئی کہ یہ کام حلال ہیں یا حرام؟ بلکہ ان کاموں کے تعلق سے سکوت فرمایا گیا ہے، وہ کام معاف ہیں، لیکن ان کاموں میں صرف اتنا ہی دیکھا جائے گا کہ ان کاموں کے کرنے سے شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی نہ ہوتی چاہے یا ان کاموں کے کرنے سے کوئی سنت ختم نہ ہوتی ہو۔

ایک ضروری بات کی طرف تارکین کرام کی توجہ درکار ہے کہ مندرجہ دونوں احادیث میں سے دوسری حدیث کے جواظ ہیں کہ ”وَسَكَّتْ عَنْ أَشْيَاءٍ رَّحِمَةً بِكُمْ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْخُسُوا عَنْهَا“، یعنی ”اور خاموشی اختیار کرنا، تم پر حرم کرتے ہوئے ہے، بغیر بھولے“۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ کاموں کے تعلق سے سکوت اختیار فرمایا ہے، وہ بھول کر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بھولنے سے پاک ہے، بلکہ ہم پر حرم و کرم فرماتے ہوئے سکوت فرمایا ہے، اگر ان کاموں کو واجب یا فرض کر دیا گیا ہوتا، تو اس کے کرنے کی ذمہ داری اور فکر لازم آتی ہے اور اس کی ترک پر گناہ کا جرم عائد ہوتا اور اگر ان کاموں کو ناجائز یا حرام قرار دیا گیا ہوتا تو اس سے بچنے اور اس سے اجتناب کا التزام کرنا پڑتا اور اس کے کر لینے سے خلاف شرع کام کا ارتکاب، گناہ ہوتا، لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کے صدقے و طفیل میں کچھ کاموں کے تعلق سے کسی قسم کا صریح حکم نازل نہیں فرمایا۔ لہذا ہم پر

لازم ہے کہ ایسے کاموں کے بارے میں زیادہ جھک جھک اور بک بک نہ کریں اور نہ ہی ان کاموں کے بارے میں کرید کرید کرہندی کی چندی کریں، کیونکہ حدیث شریف میں صاف حکم ہے کہ ”فَلَا تَبْخَعُوا عَنْهَا“، یعنی ”ان معاملوں کے پیچھے مت پڑو“۔

لہذا میت کو دفن کرنے کے بعد قبر دی جانے والی اذان کے مسئلہ میں جب جواز کی اتنی ساری دلیلیں موجود ہیں اور یہ کام فی نفسہ اچھا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر پر مشتمل ہے تو ایسے جائز و مستحب کام کے سلسلہ میں جھگڑا، فساد، مار پیٹ، گالی گلوچ جیسے رذیل افعال کا ارتکاب کر کے تفریق بین المسلمین یعنی مسلمانوں میں آپس میں پھوٹ ڈالنا اور فتنہ برپا کرنا ناقابل معافی جرم ہے۔

حضرت عمر فاروق ؓ نے تراویح کی جماعت کو اچھی بدعت کہا:

دور حاضر کے منافقین بات بات پر ”بدعت، بدعت“ کا واہلا پچاتے ہیں اور ”ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے“ کا شور برپا کرتے پھرتے ہیں۔ اور اوراق سابقہ میں ہم نے بدعت واجب کا تذکرہ کیا ہے جس میں صاف ثابت ہو گیا کہ کچھ بدعات واجب بھی ہوتی ہیں۔ امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین غیظ المنافقین حضرت سیدنا عمر فاروق ؓ نے بھی ایک نئے کام کو ”بدعت“ اور وہ بھی ”اچھی بدعت“ فرمایا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِي قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ فَيُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَ يُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِيٍّ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْنًا ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِيهِمْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ

نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ الخ

﴿السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الصلاة، باب قيام شهر رمضان، ج ۲، ص ۹۳، مطبوعہ: بیروت، لبنان﴾

ترجمہ: ”حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں حضرت عمر بن خطاب ؓ کے ساتھ رمضان کی ایک رات میں مسجد پہنچا تو لوگ الگ الگ نمازیں پڑھ رہے تھے۔ ہر شخص اپنی اپنی نمازیں پڑھ رہا تھا، تو عمر بن خطاب نے فرمایا: قسم خدا کی میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں ان لوگوں کو ایک امام پر جمع کر دوں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ پھر عمر بن خطاب نے ارادہ فرمایا اور ابی بن کعب کو امام مقرر فرمادیا۔ راوی کہتے ہیں پھر میں عمر بن خطاب کے ساتھ دوسری رات مسجد پہنچا تو لوگ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں، یہ دیکھ کر عمر بن خطاب نے فرمایا: ”کیا یہ عمدہ ہے یہ بدعت“۔

اس حدیث کے الفاظ میں ”نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ“ یعنی ”کیا یہ عمدہ ہے یہ بدعت“ غور طلب ہیں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق ؓ نے تراویح کی نماز باجماعت پڑھنے کو اچھی بدعت فرمایا، لہذا ہم اس ضمن میں طویل بحث نہ کرتے ہوئے صرف اتنا ہی عرض کرتے ہیں کہ ہر بدعت بری نہیں۔ بعض بدعات اچھی بھی ہیں اور بعض بدعات تو ایسی ضروری ہیں کہ ہماری دینی معاملات میں ایسی گھل مل گئی ہیں کہ ان بدعات کے ارتکاب کے بغیر کوئی چارہ نہیں، مثلاً قرآن مجید میں اعراب، مساجد میں حوض، وضو کے لئے پانی کے ٹل وغیرہ، علاوہ ازیں کتاب احادیث کو ترتیب دینا، اس کی طباعت و اشاعت، کتاب اصول حدیث، کتب اصول فقہ کو ترتیب دینا، اس کی طباعت و اشاعت، اصول اور اصول فقہ کا علم، صرف و نحو کی تعلیم اور صرف و نحو کی کتابیں لکھنا، مرتب کرنا، چھاپنا وغیرہ ہزاروں بدعات ایسی ہیں جن کا ہمارے کئی دینی معاملات کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ جیسا سابقہ ہے۔

منافقین زمانہ صرف عظمت انبیاء و اولیاء سے اور فلاح مومنین کے تعلق سے کئے جانے والے کاموں پر ہی بدعت کا فتویٰ تھوپتے ہیں، حالانکہ وہ خود ہزاروں بدعات کے ارتکاب میں ملوث بلکہ

غرق ہیں۔

بقول رشید احمد گنگوہی بخاری شریف کا ختم بدعت نہیں:

مناقضین پیدا کرنے والی فیکٹری یعنی دارالعلوم دیوبند میں ہر سال بخاری شریف کا ختم ہوتا ہے، علاوہ ازیں کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرنے کے تعلق سے وہابی دیوبندی جماعت کے امام ربانی اور تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس کاندھلوی کے استاد و پیر مولوی رشید احمد گنگوہی کا ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

سوال:

”کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور بدعت ہے یا نہیں؟“

جواب:

”قرون ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے، اس کا اصل شرع سے ثابت ہے، بدعت نہیں۔ فقط رشید احمد عفی عنہ“ (فتاویٰ رشیدیہ، محبوب بطرز جدید، ناشر: مکتبہ تھانوی، دیوبند، ص ۱۶۶)

قارئین کرام سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اس فتوے کا بنظر عمیق مطالعہ فرمائیں، اس فتوے کے حسب ذیل جملے غور طلب ہیں:

☆ قرون ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی، مگر اس کا ختم درست ہے۔

اس جملے میں صاف اقرار کیا گیا ہے کہ قرون ثلاثہ یعنی صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کے زمانہ میں بخاری شریف تالیف نہ ہونے کی وجہ سے بدعت ہونے کے باوجود اس کا ختم درست

ہے۔ کیوں؟

اس لئے کہ ہر سال دارالعلوم دیوبند میں بخاری شریف کا ختم بڑے اہتمام اور نمود و نمائش کے ساتھ ہوتا ہے۔

☆ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔

تو ہم بھی میت کو دفن کرنے کے بعد جو اذان دیتے ہیں وہ اذان ذکر خیر نہیں تو اور کیا ہے؟ اذان کے تمام جملے ذکر اللہ، ذکر رسول اور دعوت نیکی پر مشتمل ہونے کی وجہ یقیناً اور بلا شک و شبہ ذکر خیر ہی ہیں اور اس طرح اذان کے ذریعہ ذکر خیر کرنے کے بعد ہم میت کے لئے منکر نکیر کے سوالات کے جوابات دینے میں ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ہماری دعا قبول ہوگی اور مردہ ثابت قدم رہ کر نکیرین کو صحیح جواب دے گا کیونکہ ”ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے“۔

☆ اس کا اصل شرع سے ثابت ہے، بدعت نہیں۔

تو اذان قبر کا اصل بھی شرع سے ثابت ہے، اس کتاب میں درج دلیل نمبر ۱۲، ۱۳ اور ۳ سے اذان قبر کا شرع سے ثابت ہونا روز روشن کی طرح ظاہر ہے، لہذا یہ بھی بدعت مذمومہ کے حکم میں نہیں۔ الحمد للہ! منافقین زمانہ کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی کے ختم بخاری کے بدعت نہ ہونے کے فتویٰ پر منطبق کر کے اذان قبر بھی بلا شک و شبہ بدعت نہیں۔

اختصر! ہم اذان قبر کے ذریعہ اپنے مسلمان میت کی اعانت کرتے ہیں اور اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنا حکم حدیث محمود اور ماحور ہے۔